يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ (قرآن)

روزہ کی افطاری کے وقت کے تعین پر دو اہم مقالے

روزہ کب افطار کریں

مؤلفین

پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی

امام المناطقہ استاذ العرب والعجم

علامہ عطا محمد بندیالوی

مکتبہ جمال کرم

سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

نام کتاب --- روزہ کب افطار کریں

مؤلفین --- پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی
امام المناطقہ علامہ عطاء محمد بندیالوی

تعداد --- گیارہ سو

سن اشاعت --- اکتوبر ۲۰۰۲ء

زیرِ اہتمام --- ایم احسان الحق صدیقی

ناشر --- مکتبہ جمالِ کرم، لاہور

قیمت --- [redacted] روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلیکیشنز — گنج بخش روڈ لاہور۔

ضیاء القرآن پبلیکیشنز — ۱۴۔ انفال سنٹر، اردو بازار کراچی

مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ — بھیرہ۔ ضلع سرگودھا

مکتبہ قادریہ — چوک میلاد مصطفیٰ گوجرانوالہ

فرید بک سٹال — اردو بازار، لاہور۔

احمد بک کارپوریشن — اقبال روڈ، عالم پلازہ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقت افطار کی صحیح تحقیق

تحریر: پروفیسر صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی ایم اے (گولڈ میڈلسٹ)

عقائد ہوں یا عبادات ہم پر لغتِ عرب یا عرف کی پابندی ضروری نہیں بلکہ ہم شریعت مصطفیٰ ﷺ کے پابند ہیں، مثلاً قرآن حکیم میں ہے:

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃ صلوٰۃ قائم کرو

عربی لغت کے امام میر سید شریف نے صلوٰۃ کا معنی "تحریک الصلوین" یعنی ٹوسٹ کرنا لکھا ہے اور علامہ شہاب الدین سہروردی نے صلوٰۃ کا معنی آگ میں داخل ہونا لکھا ہے اگر ہم لغت کے پابند ہوتے تو ٹوسٹ کرنے یا آگ میں داخل ہونے سے صلوٰۃ قائم ہو جاتی۔ لیکن صلوٰۃ کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ہم شریعت مطہرہ کی طرف رجوع کرنے کے پابند ہیں صلوٰۃ کا معنی ہے ارکان مخصوصہ، یہ حدیث مصطفیٰ ﷺ نے بتایا ہے۔

قرآن کریم نے حج کے متعلق فرمایا:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا

حج کا لغت کی کتابوں میں معنی تو ارادہ کرنا لکھا ہے۔ اب اگر ہم لغت کے پابند ہوتے تو کسی بھی گھر کا ارادہ کرتے، تو حج کی فرضیت ادا ہو جاتی، لیکن چونکہ ہم شریعت مصطفیٰ کے پابند ہیں، اس لیے حج کا صحیح مفہوم جاننے کے لیے ہمیں احادیث مصطفیٰ ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑا۔

قرآن کریم نے روزہ کے متعلق فرمایا: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم پر صیام فرض کیے گئے"

اب عظیم مفسر علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

والصوم فی اللغة الامساك عما تنازع الیه النفس

ترجمہ: "لغت میں روزہ کا مطلب ہے جس چیز کی طرف نفس کشش محسوس کرے، اُس سے رک جانا۔"

اب اگر ہم لغت کے پابند ہوتے، تو پھر صوم کا مفہوم کچھ اور ہی ہوتا، لیکن ہم چونکہ شریعت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پابند ہیں، اس لیے صوم کا جو مفہوم آقائے نامدار احمد مختار ﷺ نے بیان کیا، ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور وہ مفہوم یہ ہے کہ مخصوص صفات کے حامل شخص کا مخصوص وقت میں مخصوص اشیاء سے رکنا۔

اسی طرح غروب آفتاب کے ساتھ اسلام کے ایک اہم رکن روزہ کا تعلق ہے، اب اس کا ایک لغوی اور عرفی مفہوم ہے اور ایک شرعی طور پر مفہوم ہے۔ لغت اور عرف میں تو غروب آفتاب کا معنی ہے سورج کی ٹکیہ کو ڈوب جانا۔

قرآن مجید نے روزہ کے افطار کرنے کا وقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اتموا الصّیام الی اللیل "روزہ کو "لیل" تک پورا کرو"

اب اس آیت کے ماتحت مسلم فریقین مفسر امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

الی کلمة الی لانتهاء الغاية فظاهرا لاية انّ الصّوم ينتهى عند دخول الليل۔

ترجمہ: "کلمہ الیٰ انتہا غایت کے لیے ہے، آیت کا ظاہر یہ ہے کہ روزہ لیل کے داخل ہونے کے وقت ختم ہوتا ہے۔"

اب لیل سے کیا مراد ہے اور لیل کس وقت داخل ہوتی ہے، اس کی تشریح حدیث پاک نے فرمائی:

اذا اقبل الیل من ھٰھنا وادبر النھار من ھٰھنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: "جب ادھر سے لیل آئے، اُدھر سے دن پیٹھ پھیر جائے اور سورج غروب ہو جائے تو اب روزہ دار روزہ افطار کرے۔"

تشریح: لیل سے مراد وہ سیاہی ہے جو سورج کی ٹکیہ کے غروب ہونے کے بعد افق شرقی پر نمودار ہوتی ہے۔ شمس سے مراد وہ روشنی اور سرخی ہے جو افق شرقی پر سیاہی کے اوپر ہوتی ہے۔ اور نہار سے مراد وہ سرخی ہے جو افق غربی پر سورج کی ٹکیہ کے غروب ہونے کے بعد سورج کی ٹکیہ کے غروب ہونے کی جگہ پر ہوتی ہے۔ اب حدیث پاک کی رو سے افطار کا وقت اس وقت ہوتا ہے، جب سرکار دو عالم ﷺ کی بیان کردہ غروب آفتاب کی تین نشانیاں ہیں، یعنی سورج کی ٹکیہ کے غروب ہونے کے بعد افق شرقی پر سیاہی چڑھ آئے اور سیاہی کے اوپر جو سرخی ہوتی ہے، وہ ختم ہو جائے اور افق غربی پر سورج کی ٹکیہ کے غروب ہونے کے بعد جو سرخی ہوتی ہے، وہ بھی ختم ہو جائے، یعنی یہ پتہ نہ چلے کہ سورج کی ٹکیہ کہاں غروب ہوئی ہے، تو اس وقت روزہ دار کے روزہ افطار کرنے کا وقت ہوتا ہے۔

دوسری حدیث پاک: انّ رسول اللہ ﷺ کان یصلّی المغرب اذاغربت الشمس وتوارۃ بالحجاب

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے تھے، جب سورج غروب ہو جاتا اور اچھی طرح پردوں میں چھپ جاتا۔"

تشریح: اب حدیث پاک میں "**غربت الشمس**" اور "**توارۃ بالحجاب**" یہ دو معطوف، معطوف الیہ ہیں، ان میں مغائیرت ضروری ہے۔ غربت الشمس سے مراد تو

سورج کی ٹکیہ کا غروب ہو جانا ہے اور تواره بالحجاب سے مراد سورج کی ٹکیہ کا اچھی طرح پردوں میں چھپ جانا ہے۔ سورج کی ٹکیہ اچھی طرح پردوں میں اس وقت چھپتی ہے، جب سرکار دو عالم ﷺ کی بیان کردہ غروب آفتاب کی تین نشانیاں پوری ہو جائیں۔

علامہ ابن عابدین شامی کا فرمان

علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ جو کہ خاتم المحققین ہیں اور ان کی کتاب "ردالمختار" سے علماء دیوبند بھی فتوے دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

والمراد بالغروب زمان غيبوبة جرم الشمس بحيث تظهر الظلمة في جهة الشوق قال ﷺ اذا اقبل الليل من ههنافقد افطر الصّائم اى اذا وجدت الظلمة حسًا فى جهة المشرق فقد ظهر وقت الفطر

ترجمہ: "غروب شمس سے مراد سورج کی ٹکیہ کا اس لحاظ سے غروب ہونے کا زمانہ ہے کہ مشرقی جانب رات کی تاریکی ظاہر ہو جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جبکہ رات اس مشرق کی طرف سے آجائے، تو بیشک روزہ دار روزہ افطار کرے، یعنی مشرق کی طرف رات کی تاریکی حسًا پائی جائے، تو اب وقت افطار ظاہر ہوا۔"

علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ کے فرمان سے بھی واضح ہو گیا کہ افطار کا وقت تب ہوتا ہے جب افق مشرقی پر تاریکی حسًا پائی جائے اور ان کی مراد وہی تاریکی ہے جو حدیث پاک میں اذا اقبل اللیل ارشاد فرما کر بیان کی گئی ہے۔

فقیہہ العصر سند الاتقیاء فخر الاصفیاء علامہ یار محمد بندیالوی کا فرمان

فقیہہ العصر سند الاتقیاء فخر الاصفیاء حضرت علامہ یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضرت محمد حسین الہ آبادی علیہ الرحمہ نے ہندوستان میں بیس سال تک علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ خدا نے انہیں ظاہری نظر کے ساتھ ساتھ باطنی کمالات بھی

عطا فرمائے تھے اور آپ استاذ الکل علامہ عطا محمد بندیالوی، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی، علامہ سید سلیمان اشرف پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی جیسی نادرۂ روزگار شخصیات کے استاد ہیں۔ آپ کے ایک شاگرد مولوی محمد وساوا صاحب جو ابھی بقید حیات ہیں، فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت قبلہ فقیہہ العصر علیہ الرحمہ سے افطار کا وقت پوچھا، تو آپ کھڑے ہو گئے اور آپ نے حدیث میں بیان کردہ غروب آفتاب کی تینوں نشانیوں کی مکمل وضاحت کر کے مجھے خوب سمجھایا۔

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کا نظریہ

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ بھی حدیث پاک میں بیان کردہ غروب آفتاب کی تین نشانیوں کے پورے ہونے کے بعد ہی افطار کا وقت ہونے کے قائل تھے اور آپ نے اپنا یہ نظریہ اپنے مشہور رسالہ "اتمام الصوم" میں بیان فرمایا ہے یہ رسالہ آج بھی سیال شریف سے دستیاب ہے۔

استاذ العلماء علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق بندیالوی مدظلہ کا نظریہ

شہباز طریقت تاج الفقہاء استاذ العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبد الحق بندیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف جن کے علمی مقام، فقاہت اور تقویٰ کے اپنے تو اپنے بیگانے بھی معترف ہیں۔ شروع سے ہی ان کا یہ معمول ہے کہ خود مشاہدہ فرماتے رہتے ہیں اور جب حدیث پاک کے مطابق بیان کردہ نشانیاں پوری ہو جائیں تو اس وقت روزہ افطار کرنے کا اعلان کرا دیتے ہیں۔

عقل کی تصدیق

اگر یہ نظریہ رکھا جائے کہ حدیث پاک میں بیان کردہ غروب آفتاب کی تین

نشانیوں کے لحاظ رکھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ جو نہی سورج کی ٹکیہ ڈوب جائے، روزہ افطار کر دینا چاہیے، تو پھر غروب آفتاب کی یہ تعریف ہمیں میدانی، صحرائی اور پہاڑی تمام علاقوں میں لینی پڑے گی۔ یہ تو نہیں کہ میدانی علاقہ میں غروب آفتاب کی الگ تعریف ہو اور پہاڑی میں الگ۔

اگر آپ وادی سون جاتے ہوئے نڑواڑی باغ اتریں تو وہاں مغربی جانب انتہائی بلند پہاڑ میں سورج کی ٹکیہ وقت سے پہلے ہی ڈوب جاتی ہے، لیکن سورج کی روشنی نیچے خوشاب وغیرہ پر نظر آ رہی ہوتی ہے، تو وہاں حدیث افطار میں بیان کردہ غروب آفتاب کی نشانیوں کا منکر بھی ہر گز ہر گز روزہ افطار نہیں کرے گا اور ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص یہی فیصلہ دے گا کہ فقط سورج کی ٹکیہ کا ڈوب جانا غروب آفتاب نہیں، بلکہ غروب آفتاب کی وہی تعریف صحیح ہے جو حدیث پاک میں تین نشانیاں بیان کر کے گئی ہے۔

قابل غور

غروب آفتاب کی دو تعریفیں ہیں ایک عرفی اور لغوی (سورج کی ٹکیہ کا ڈوب جانا) اور دوسری شرعی تعریف، یعنی حدیث میں بیان کردہ غروب آفتاب کی تین نشانیوں کا پورا ہونے کے بعد۔

اب بعض کم فہم حدیث پاک میں بیان کردہ غروب آفتاب کی تین نشانیوں کا تو سرے سے انکار کرتے ہیں۔ پھر چاہیے تو یہ تھا کہ وہ عرفی اور لغوی تعریف پر عمل کرتے، اور جو نہی سورج کی ٹکیہ ڈوب جاتی، روزہ افطار کر دیتے، بلکہ وہ عجیب تذبذب اور الجھن کا شکار ہیں کہ جب سورج کی ٹکیہ ڈوب جاتی ہے، تو فوراً روزہ افطار نہیں کرتے، بلکہ کئی منٹ بعد کرتے ہیں، تو ان کم فہموں کا نہ تو عرفی تعریف پر عمل ہے نہ شرعی تعریف پر انہیں چاہیے یا تو عرفی پر اگر یقین رکھتے ہیں تو کچھ اور پہلے افطار کریں

اور اگر شرعی تعریف پر یقین رکھتے ہیں، تو پھر نشانیاں پوری ہونے پر افطار کریں۔

اصولی طور پر کوئی اختلاف نہیں

اصولی طور پر وقت افطار کے کے سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ سب .... اس حدیث پاک جس میں افطار کی نشانیوں کا ذکر ہے، اسے صحیح مانتے ہیں۔ یہ اختلاف یا تو کم علمی پر مبنی ہے یا پھر ضد پر۔

حدیث پاک جس میں افطار کی نشانیاں، بیان کی گئی ہیں، اس کا انکار کرنے والے لوگوں کے پاس سوائے ایک حدیث کے اور کوئی دلیل نہیں اور حدیث سے ان کا مدعا ہر گز ثابت نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ افطار میں جلدی کرو" اور آپ افطار میں تاخیر کر دیتے ہیں۔ اس حدیث کے ساتھ ہمارا ایمان ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ افطار میں جلدی کا مقصد کیا ہے؟ کہ افطار کے وقت ہونے سے پہلے جلدی کرو یا افطار کا وقت ہونے کے بعد جلدی کرو۔ اگر کسی کم فہم نے وقت افطار ہونے سے قبل جلدی کی، تو روزہ فاسد ہو گیا اور اگر جلدی کا مقصد یہ ہے کہ وقت افطار ہو جائے تو پھر جلدی کرو تو اس پر بفضلہ تعالیٰ ہمارا عمل ہے۔ افطار میں جلدی کرنے والی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب حدیث پاک کی رو سے بیان کردہ غروب آفتاب کی نشانیاں پوری ہو جائیں تو پھر جلدی کرو۔ یہ نہیں کہ وقت سے پہلے روزہ توڑنے میں جلدی کرو۔

روزہ مکروہ کب؟

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس وقت اہل سنت روزہ افطار کرتے ہیں، اس وقت روزہ مکروہ ہو جاتا ہے حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے: "میری امت اس وقت تک خیر کے ساتھ رہے گی، جب تک ستاروں کے ظاہر ہونے کا انتظار نہ کرے

گی۔" احادیث میں اشتباک النجوم کا لفظ آتا ہے، یعنی جب کثیر تعداد میں ستارے ظاہر ہو جائیں۔ تو روزہ اس وقت مکروہ ہوتا ہے جب کثیر تعداد میں ستارے نکل آئیں۔

قبل از وقت روزہ افطار کرنے والوں کا حشر

سرکار دو عالم ﷺ نے قبل از وقت روزہ افطار کرنے والوں کا حشر بیان فرماتے ہوئے فرمایا: "کہ پھر میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جو الٹی لٹکی ہوئی تھی اور ان کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں، تو جبریل نے عرض کیا: یہ وہ لوگ ہیں جو قبل از وقت روزہ افطار کر دیتے ہیں۔" (مستدرک حاکم، سنن بیہقی)

علم توقیت

آجکل اکثر دکاندار اور کاروباری اداروں والے محض اپنی دکان کی شہرت کے لیے بغیر کسی تحقیق کے اور بغیر علم توقیت سیکھنے کے پرانے نقشہ اوقات کو الٹ پلٹ کر کے رمضان شریف میں سحری وافطاری کا نقشہ یا پھر دائمی نقشہ اوقات چھاپ دیتے ہیں۔ اپنا اور دوسرے بھولے بھالے مسلمانوں کا قبل از وقت روزہ افطار کرا کے یا بعد از وقت سحری ختم کرا کے روزہ ضائع کر دیتے ہیں۔

بندہ کو علم توقیت سیکھنے کا شوق ہوا۔ قدیم علم توقیت کے ایک بہت بڑے ماہر سے قدیم علم توقیت کے ذریعے طلوع، غروب، سحری، افطاری اور دوسرے اوقات معلوم کرنے میں مہارت حاصل کی۔ اس فارمولے کے تحت کسی بھی شہر کا طول بلد، عرض بلد، اور اس دن کا میل شمس لے کر انتہائی صحیح وقت معلوم کیا جا سکتا ہے۔

پھر جدید علم توقیت کے ایک انتہائی ماہر پروفیسر جنہوں نے چھ سال امریکہ میں رہ کر علم توقیت میں مہارت حاصل کی اور پوری دنیا کا نقشہ اوقات شائع کیا، ان سے جدید علم توقیت سیکھا۔ جدید اور قدیم دونوں علوم سے ایک ہی وقت نکلتا ہے۔ ان

دونوں علوم کا کمال یہ ہے کہ ان کے ذریعے آپ کسی بھی شہر کا وقت نکالیں تو چند سیکنڈوں کا فرق تو ہو سکتا ہے، لیکن ایک منٹ کا فرق ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ان علوم کے ذریعے سورج کی ٹکیہ کے ڈوبنے کا انتہائی صحیح وقت معلوم کیا جا سکتا ہے یعنی عرفی غروب آفتاب کا پتہ چلتا ہے۔ پھر سالہا سال تک استاذ الکل امام المناطقہ علامہ عطا محمد بندیالوی، اور استاذ العلماء تاج الفقہاء صاحبزادہ محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ سے یہ سیکھا کہ سورج کی ٹکیہ غروب ہونے کے بعد کتنی دیر میں حدیث پاک میں بیان کردہ غروب آفتاب کی نشانیاں پوری ہوتی ہیں۔ پھر ایک ایک دن کا فارمولے کے ذریعے وقت معلوم کر کے انتہائی احتیاط سے سحری وافطاری کا نقشہ تیار کیا اور تقریباً چار سال سے ہم نقشہ سحری وافطاری شائع کر رہے ہیں۔ استاذ الکل حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی نے نقشہ کو انتہائی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور پپیل یدھراڑ کے ٹائم کا فرق لکھنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے ہم قائد آباد کے لیے ۲۹ر مارچ کی سحری وافطاری کے اوقات پہلے قدیم فارمولہ سے پھر جدید فارمولہ سے تحریر کر رہے ہیں۔

قدیم علم توقیت کے مطابق

قدیم علم توقیت کے مطابق قائد آباد کے لیے ۲۰ مارچ کا حسابی عمل درج ذیل ہے۔

عرض بلد :	۱۹_۳۲	میل شمس :	۱_۳
بعد فوقانی :	۱۸_۲۹	بعد کوکب :	۴۹_۹۰
میزان :	۷_۱۲۰	نصف المجموع :	۳_۶۰
حاصل تفریق :	۴۶_۳۰		

عرض بلد کا سیکنٹ	:	۱۰،۰۷۳۰۸۸۶
میل شمس کا سیکنٹ	:	۱۰،۰۰۰۶۰۲۲
نصف المجموع کا سائن	:	۹،۹۳۷۷۴۹۲
حاصل تفریق کا سائن	:	۹،۷۰۸۸۸۲۲
مجموعہ اربعہ	:	۹،۷۲۰۳۲۲۲

اس مجموعہ اربعہ کو جیبی جدول اوقات میں دیکھا، پھر ۲۹ / مارچ کو تعدیل بوقت غروب ۵ منٹ۔ ا، سیکنڈ زائد ہے کو جمع کیا اور علاقہ کا تعدیل مروج ٹائم جو کہ ۱۲ منٹ زائد ہے کو جمع کیا۔ پھر عرفی اور شرعی غروب آفتاب کا فرق جمع کیا، تو ۲۹ مارچ کا غروب آفتاب ۶ گھنٹے ۳.۹ منٹ بنتا ہے۔ پھر سحری کیلئے بعد کوکب 108° لے کر فارمولے کی مدد سے وقت نکالا ۲۹ مارچ کی سحری ۴ گھنٹے ،۳۸ منٹ بنتی ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ سحری کا احتیاطی وقت مذکور ہے۔ اس لیے اذان پانچ منٹ بعد کہی جائے۔

جدید علم توقیت کے مطابق

$$\text{غروب آفتاب} = C_1 + C_2$$

$$C_2 = \frac{1}{15}\cos^{-1}\left[\frac{cp - \sin\phi \ \sin s}{\cos\phi \ \cos s}\right]$$

$$CP = \cos 90.50,\ \phi = 32.19,\ S = 3.21$$

$$C_2 = \frac{1}{15}\cos^{-1}\left[\frac{\cos 90.50 - \sin 32.19 \times \sin 3.21}{\cos 32.19 \times \cos 3.21}\right]$$

$$C_2 = 6.2073872,\ C_1 = 12 + E_{QT}$$

اب C_2 کو سائینٹفک طریقہ سے ٹائم میں تبدیلی کر کے اس میں C_1 کو جمع کیا۔ پھر اس میں علاقہ کا تعدیل مروج ٹائم جمع کیا۔ پھر عرفی اور شرعی غروب آفتاب کا فرق جمع کیا تو ۲۹ مارچ کی افطاری ٦ گھنٹے ۳۰ منٹ بنتی ہے۔ اب ۲۹/ مارچ کی سحری کے لیے۔

$$C_2 - C_3$$

$$C_3 = \frac{1}{15} \cos^{-1} \left[\frac{c - \sin \phi \quad \sin S}{\text{Cos } \phi \quad \cos S} \right]$$

$$C = \text{SIN } 18$$

اب فارمولا میں قیمتیں لگانے سے ۲۹ مارچ کی سحری ۴ گھنٹے ۳۸ منٹ بنتی ہے لیکن یاد رہے کہ یہ سحری کا احتیاطی وقت مذکور ہے، اس لیے کہ اذان پانچ منٹ بعد کہی جائے۔

تحقیق وقت افطار

تحریر: امام المناطقة استاذ العرب والعجم علامہ عطا محمد بندیالوی رکن اسلامی نظریاتی کونسل، شیخ الحدیث جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی جعل الشمس والقمر نورا والصلوٰۃ والسلام علی من ارسلہ اللہ وجعلہ سراجا منیرا وعلی الہ واصحابہ الذین ھم کواکب الھدایۃ وانوار السعادۃ تنویرا۔

امابعد واضح ہو کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے، تو افطاری اور سحری کے کئی نقشے شائع ہوتے ہیں اور ان نقشوں کو مرتب کرنے والے اکثر اناڑی لوگ ہوتے ہیں جن کو نہ تو کتاب وسنت کا کماحقہ علم ہوتا ہے اور نہ ہی وہ علم توقیت کے ماہر ہوتے ہیں اور عام مسلمان ان نقشوں پر عمل کر کے اپنے بڑی محنت سے حاصل کردہ روزے ضائع اور خراب کرتے ہیں، اور بندہ نے جتنے بھی نقشے دیکھے ہیں، ان کی کثیر تعداد بندہ کے نزدیک شرعی معیار پر پوری نہیں اترتی البتہ جناب صاحبزادہ محمد ظفر الحق بندیالوی جو کہ بندہ کے استاذ المکرم حضرت فقیہہ العصر مولانا علامہ یار محمد بندیالوی چشتی صابری قدس سرہ العزیز کے پوتے ہیں، انہوں نے نقشہ افطاری اور سحری تقریباً چار سال سے مرتب کرنا شروع کر رکھا ہے۔ یہ نقشہ بندہ کے نزدیک قرآن وحدیث کے مطابق اور قابل اعتماد ہے۔ بندہ کو اس سے غرض نہیں ہے کہ بندیال شریف کا نقشہ کس علم کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے۔ بندہ یہاں یہ بیان کرتا ہے کہ سحری اور افطاری کے جو اوقات قرآن پاک اور حدیث شریف میں بیان کیے گئے ہیں اور

علماء امت نے افطاری اور سحری کی جو علامات اور نشانیاں ذکر فرمائی ہیں، صاحبزادہ محمد ظفر الحق صاحب کا مرتب کردہ نقشہ ان علامات اور نشانیوں کے مطابق ہے۔ لہٰذا مسلمان اہل سنت بغیر کسی تردد کے اس نقشہ پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ صاحبزادہ محمد ظفر الحق صاحب نے نقشہ افطاری اور سحری کے علاوہ اس موضوع پر ایک رسالہ کا بھی اہتمام کیا ہے اور بندہ کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ اضافت کے ساتھ اس رسالہ پر تقریظ بھی تحریر کرے۔ اگرچہ مذکورہ نقشہ اور رسالہ تحقیق وقت افطار کسی تقریظ اور تحسین کا محتاج نہیں ہے، کیونکہ مشہور مقولہ ہے:

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید"

"یعنی کستوری وہ ہے کہ اس کی خوشبو خود بخود لوگوں کے دماغ کو معطر کرے۔ کستوری وہ نہیں کہ خود بخود دماغوں کو تو معطر نہ کرے، بلکہ عطر بیچنے والے کی تعریف کی محتاج ہو"۔ اور نہ ہی یہ رسالہ کسی اضافہ کا محتاج ہے۔ لیکن تعمیل ارشاد اور صاحبزادہ صاحب کی حوصلہ افزائی کے طور پر یہ فقیر بھی کچھ نہ کچھ تحریر کرتا ہے اور دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب کو مزید توفیق دے تاکہ اس قسم کی دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اصل مقصد سے قبل بندہ یہاں چند نکات ذکر کرتا ہے تاکہ فہم مقصد میں آسانی رہے۔

احناف کے مسلمہ قاعدے

کتب اصول فقہ احناف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفارۂ ظہار کے متعلق فرمایا: قولہ تعالیٰ فتحریر رقبۃ۔ احناف کے نزدیک کفارۂ ظہار میں تعمیم ہے مومنہ ہو یا کافرہ۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس رقبۃ سے مراد صرف مومنہ ہے، کافرہ جائز نہیں ہے۔ احناف کی دلیل کتاب "نور الانوار" میں یہ ذکر کی گئی ہے

(ولنا فی ھذا المقام ضابطتان احد لھما ان المطلق یجری علی اطلاقه والثانیة ان المطلق ینصرف الفرد الکامل) یعنی اس مقام میں احناف کے دو قانون ہیں۔ اول یہ کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہو گا۔ اس میں تقیید جائز نہیں، لہٰذا رقبۃ سے مراد عام ہو گا مومنہ ہو یا کافرہ تو امام شافعی کا رقبۃ کو مؤمنہ کے ساتھ مقید کرنا درست نہیں۔

قانون دوم: احناف کا یہ ہے کہ جہاں کسی شے کو مطلق ذکر کیا جائے، اس سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے، تو آیت ظہار میں مطلق رقبہ کا ذکر ہے، تو اس سے مراد فرد کامل ہے جو کہ عیوب سے سالم ہو تو کفارہ ظہار میں لنگڑا رقبہ جائز نہ ہو گا۔

اس مقدمہ اول کے ذکر کرنے سے بندہ کی مراد یہ ہے کہ احناف کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ مطلق سے مراد اس کا فرد کامل ہوتا ہے اور حدیث افطار میں بندہ اس قاعدہ اور قانون کو ذکر کرے گا۔ مقدمہ دوم: شمس اور سورج کا اطلاق جیسے کہ ٹکیہ پر ہوتا ہے۔ اسی طرح دھوپ پر بھی شمس اور سورج کا اطلاق ہو۔ یہ اطلاق حدیث شریف میں بھی ہے اور محاورہ میں بھی حدیث شریف میں ہے: صلی رسول اللہ ﷺ العصر و الشمس فی حجر تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے عصر کی نماز اس وقت پڑھی کہ سورج مائی صاحبہ کے گھر کے صحن میں تھا۔ یہاں سورج کا اطلاق دھوپ پر ہے، کیونکہ صحن اور حجرے میں سورج نہیں ہوتا بلکہ اس کی دھوپ ہوتی ہے، اب محاورہ ملاحظہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ سورج دیوار یا پہاڑ پر لگ رہا ہے۔ اب سورج کی ٹکیہ نہ پہاڑ پر لگ رہی ہے اور نہ دیوار پر بلکہ اس سے مراد دھوپ ہے۔ یہ مقدمہ اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ حدیث افطار میں بھی سورج سے مراد اس کی دھوپ ہے۔

حدیث یا فقہ میں جس علم کا مسئلہ ہو، اس کا حکم معلوم کرنے کے لیے اس علم کی طرف رجوع کرنا

مثلاً اگر حدیث یا فقہ میں نحو کا مسئلہ آجائے تو پھر اس کی تحقیق نحو کی کتابوں سے کی جائے گی اور اگر علم طب کا مسئلہ آیا تو اعتبار طب کی کتابوں پر ہو گا، مثلاً اس میں اختلاف ہے کہ اگر روزے دار نے سوراخ ذکر میں پانی ڈالا تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟ تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا اور امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو ہدایہ اور بحر الرائق وغیرہ میں لکھا ہے کہ یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ پیٹ سے پیشاب جو مثانہ میں آتا ہے وہ بذریعہ سوراخ آتا ہے یا مسام؟ تو ابو یوسف کے نزدیک بذریعہ سوراخ آتا ہے، لہٰذا اس کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا اور ابو حنیفہ کے نزدیک پیشاب بذریعہ مسام آتا ہے اور سوراخ نہیں ہے، تو اس کے نزدیک نہیں ٹوٹتا۔ اب ہدایہ وغیرہ میں ہے کہ یہ فقہ کا مسئلہ نہیں ہے، بلکہ طب کا ہے۔ اگر طب کی کتابوں سے یہ ثابت ہو کہ پیٹ اور مثانہ کے درمیان سوراخ ہے تو ابو حنیفہ کے نزدیک ٹوٹ جائے گا اور کوئی اختلاف نہیں ہو گا اور اگر طب سے یہ ثابت ہو جائے کہ پیٹ اور مثانہ کے درمیان سوراخ نہیں ہے، تو ابو یوسف کے نزدیک بھی روزہ ٹوٹ جائے گا خلاصہ یہ کہ ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے درمیان روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا جو اختلاف ہے وہ اور علم پر مبنی ہے، لہٰذا اعتبار دوسرے علم پر ہی ہو گا۔

افطار علم ریاضی کا مسئلہ ہے

اسی طرح افطار کی علامتوں سے کوئی علامت اگر کسی اور علم پر مبنی ہے تو پھر اعتبار اس علم پر ہو گا، مثلاً افطار کی علامتوں میں سے ایک علامت غروب شمس ہے، تو

اب یہ سمجھنا ہوگا کہ غروب شمس کس کو کہتے ہیں؟ تو یہ بھی نہ حدیث کا مسئلہ ہے اور نہ فقہ کا، بلکہ یہ علم ریاضی کا مسئلہ ہے، تو اب غروب شمس کا پتہ علم ریاضی سے چلے گا، لہٰذا اعتبار علم ریاضی پر ہوگا۔ مقدمہ چہارم: علم ریاضی میں کئی دوائر کا ذکر ہے جو کہ آسمان پر فرض کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک دائرۂ افق ہے، اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ آدمی جس زمین پر کھڑا ہو تو وہ اپنے ارد گرد دائیں بائیں آگے پیچھے آسمان کے بالکل نچلے حصے کو دیکھتا ہے جو کہ زمین کے ساتھ لگا ہوا ہے، اس کو دائرۃ الافق کہتے ہیں۔ جس طرح پرکار کے ساتھ ہم کاغذ پر دائرہ بناتے ہیں۔ دائرہ گول خط کو بھی کہتے ہیں اور گول سطح کو بھی، جس کو خط نے گھیرا ہوا ہے۔ اس کے بعد بندہ یہ ذکر کرتا ہے کہ اس دائرہ پر جب سورج کی روشنی ہوتی ہے تو اس کو نہار اور دن کہتے ہیں اور یہ روشنی جس چیز پر پڑے، اس کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ دن سورج کی روشنی سے پیدا ہوتا ہے جو کہ دائرہ افق پر پھیلی ہوئی ہے، خواہ سارے افق پر یا بعض افق پر اب یہ سمجھیں کہ لیل اور رات کیا چیز ہے اور یہ کیسے پیدا ہوتی ہے، تو جاننا چاہیے کہ ہر جسم اور بوجھل چیز کا سایہ ہوتا ہے خواہ وہ جس گندم یا باجرہ کا دانہ ہو تو زمین جو کہ بہت بوجھل جسم ہے اس کا سایہ بھی لازم ہے، تو لیل اور رات زمین کے سایہ کا نام ہے جو کہ دائرہ افق اور سطح زمین پر پڑتا ہے جب سورج نصف مقدار مغرب میں غروب ہوتا ہے، تو شرقی افق پر سیاہی نمودار ہوتی ہے اور اس کے اوپر سرخی ہوتی ہے۔ یہ شرقی سیاہی رات کی ابتدا اور زمین کے سایہ کی ابتدا ہے اور جیسا جیسا سورج افق غربی سے نیچے نیچے جاتا ہے تو شرقی افق کی سیاہی اسی مقدار میں بلند ہوتی چلی جاتی ہے اور اس سیاہی کے اوپر جو سرخی ہے، وہ کم اور کمزور ہوتی جاتی ہے۔ جب سورج افق غربی میں پورا غروب ہو جاتا ہے تو مشرق کی سیاہی مکمل طور پر بلند ہو جاتی ہے اور اس کے اوپر کی سرخی مکمل طور پر

ختم ہو جاتی ہے اور ہر طرف آسمان کا سیاہی مائل رنگ نظر آتا ہے۔ اب سارے افق میں سیاہی اور زمین کا سایہ پھیل جاتا ہے، جس کو کامل لیل اور رات کہتے ہیں، جب تک شرقی افق کی سیاہی پر سرخی باقی ہے۔ رات مکمل نہیں ہوتی اور یہ سرخی دراصل سورج کی دھوپ اور روشنی ہوتی ہے۔ آئندہ مضمون میں جہاں بندہ لیل اور رات مکمل ذکر کرے گا، تو اس سے مراد یہی لیل مکمل ہے کہ شرقی سیاہی کے اوپر والی سرخی بالکل ختم ہو جائے۔ اب چار تمہیدی مقدمات ختم ہوئے، لہٰذا اب بندہ اصلی مقصد کی طرف لوٹتا ہے۔ اصل مقصد روزہ کے افطار کا وقت بیان کرنا ہے، اس پر کتاب و سنت اور اقوال علماء امت سے بالترتیب دلائل ذکر کرنے ہیں۔

وقت افطار قرآن کریم کی رو سے

دلیل اول: قرآن پاک میں ہے:

قولہٗ تعالیٰ: کلوا واشربوا حتّٰی یتبیّن لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل

خلاصہ آیہ مبارکہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کی رات میں تم صبح صادق تک کھاپی سکتے ہو۔ پھر صبح صادق سے لے کر روزہ کو لیل اور رات تک تمام کرو۔

اس آیت میں لفظ اللیل ہے جو کہ مطلق ہے اور مقدمہ اول میں گزر چکا ہے کہ احناف کے نزدیک مطلق سے اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے، تو حکم خداوندی یہ ہوا کہ روزہ کو کامل رات تک تمام کرو، بغیر کامل رات کے روزہ تمام نہیں ہوتا اور قبل ازیں گزر چکا ہے اور بعد میں بھی ذکر کیا جائے گا کہ لیل اور رات اس وقت تمام ہوتی ہے کہ غروب آفتاب کے وقت مشرق کی جانب افق پر جو سیاہی نمودار ہوتی ہے، اس سرخی ہوتی ہے، وہ زائل اور ختم ہو جائے، تو مطلب یہ ہوا کہ مشرق کی جانب غ

آفتاب کے وقت جو سیاہی نمودار ہوتی ہے۔ اس سیاہی پر جو سرخی ہے، اس سرخی کے زوال کے بعد اگر افطار کیا جائے تو روزہ تمام ہوگا اور اگر سرخی کے زوال سے پہلے روزہ افطار کیا گیا، تو روزہ لغوی تو ضرور ہوگا لیکن وہ شرعی روزہ نہیں ہوگا، جس کا قرآن پاک میں حکم ہے، کیونکہ قرآن کریم میں روزہ تمام کا حکم ہے اور بغیر شرقی سرخی کے، زوال کے، روزہ تمام نہیں ہوتا۔ غور فرمائیں قرآن پاک ایک بلیغ اور معجز کلام ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ لیل اور رات تک روزہ رکھو، بلکہ یہ فرمایا کہ لیل اور رات تک روزہ تمام کرو، تو اب نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ جس آدمی نے مشرقی سرخی زائل ہونے کے بعد روزہ افطار کیا، اس نے روزہ تمام کیا اور فرمان خداوندی کی تعمیل کی اور جس نے مشرقی سرخی کے زوال سے قبل روزہ افطار کیا، بلکہ روزہ کا افساد کیا، اس نے نہ تو روزہ تمام کیا اور نہ ہی فرمان خداوندی کی تعمیل کی، بلکہ قرآن کریم کی مخالفت کی اور اس نے روزہ افطار نہیں کیا، بلکہ روزہ کا افساد کیا اور اسے توڑا تو اس کا وہی حکم ہے جو روزہ توڑنے والے کا حکم ہے۔
اب بندہ نے قرآن کریم سے افطار کا وقت ثابت کر دیا کہ غروب آفتاب کے وقت مشرقی جانب سیاہی نمودار ہوتی ہے، اس سیاہی پر جو سرخی ہوتی ہے، جب وہ سرخی مکمل طور پر زائل ہو جائے تو شرع شریف کے مطابق افطار کا وہ وقت ہے پہلے نہیں۔

حدیث میں وقت افطار

دلیل دوم: افطار کے متعلق احادیث مسلم شریف اور ترمذی شریف میں معمولی تغیر کے ساتھ حدیث شریف اس طرح ہے: اذا اقبل اللیل وادبر النہار وغابت الشمس فقد افطر الصائم. اور بعض روایات اول میں دو جگہ پر ھھنا کا لفظ ہے۔ اب پوری حدیث شریف کا معنی یہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مشرق اور مغرب کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مشرق کی

طرف سے رات متوجہ ہو اور دن پیٹھ پھیرے اور سورج غائب ہو جائے اور غروب ہو جائے تو روزے دار افطار کے وقت میں داخل ہو گیا۔ اب اس کو افطار کرنا جائز ہے۔ اب بندہ اس حدیث شریف کے مطالب کا ذکر کرتا ہے۔ مطلب اول وقت افطار کی تین علامتیں بیان کی گئی ہیں :

اول : مشرق کی طرف سے رات کی سیاہی متوجہ ہو اور اٹھے۔

دوم : دن پیٹھ پھیر دے یعنی سورج افق سے اتنا نیچے چلا جائے کہ دیکھنے والے کو یہ پتہ نہ چلے کہ سورج کہاں غروب ہوا ہے۔

سوم : اور سورج غروب اور غائب ہو جائے، چونکہ غروب شمس دوسری علامت ادبر النہار سے معلوم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر تیسری علامت غابت الشمس کا معنی بھی غروب شمس یعنی سورج کی ٹکیہ کا غروب لیا جائے تو تکرار لازم آئے گا اور علامات دو ہوں گی نہ کہ تین لہٰذا غروب شمس سے مراد وہ سرخی ہو گی جو کہ مشرقی افق کی سیاہی کے اوپر یعنی رات کی سیاہی کے اوپر جو سرخی ہے، وہ زائل اور ختم ہو جائے، کیونکہ بلاغت کا ایک مسلمہ قاعدہ ہے (الا فادہ خیر من الاعادۃ) یعنی تکرار سے نیا فائدہ بہتر ہے، لہٰذا دوسری اور تیسری علامت کے درمیان تغائر ہو گا۔ مزید بر آں علماء اسلام نے بھی غربت الشمس کے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جیسا کہ آگے آئے گا کہ غروب شمس سے مراد وہ سرخی ہے جو کہ مشرقی افق پر سیاہی کے اوپر ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آئے گا۔

مطلب دوم : حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ افطار روزہ کے لیے صرف اقبال لیل کافی نہیں ہے، بلکہ دوسری اور تیسری علامت کا تحقق ضروری ہے۔ اگر صرف اقبال لیل افطار کے لیے کافی ہو تو پھر دوسری اور تیسری علامت کا ذکر بے فائدہ ہو گا۔

مطلب سوم: حدیث مذکورہ بالا کے آخر میں جو یہ جملہ ہے فقد افطر الصائم اس کا معنی علماء نے یہ کیا ہے کہ روزہ دار افطار کے وقت میں داخل ہو گیا اور اس کو افطار کرنا جائز ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب تک تین علامتیں نہ پائی جائیں تو نہ افطار کا وقت داخل ہوتا ہے اور نہ روزہ دار کو افطار کرنا جائز ہے تو جو اہل بدعت مشرق کی طرف ذرا سی سیاہی نمودار ہونے پر بزعم خود افطار کرتے ہیں، یہ روزے کے افساد کے مرتکب ہوتے ہیں اور روزہ کے افساد میں تعجیل کرتے ہیں، حالانکہ حکم تعجیل فی الا فطار کا یہ اس وقت ہے کہ شارع علیہ السلام کی بیان کردہ تین علامات متحقق ہیں۔

مطلب چہارم: حدیث شریف مذکورہ بالا میں جو یہ جملہ ہے: فقد افطر الصائم اس کا صحیح معنی یہ ہے جو کہ گزر چکا ہے کہ روزہ دار وقت افطار میں داخل ہو گیا اور اس کو روزہ افطار کرنا جائز ہے، خواہ افطار کرے یا نہ اگر عزیمت اور اصل پر عمل کرنا چاہے تو تین علامات کے تحقق کے بعد جلدی افطار کرے اور اگر رخصت پر عمل کرے دیر بھی کر سکتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تحقق علامات کے بعد افطار میں جلدی کرتے تھے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ افطار اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے۔ علماء نے اس اختلاف کی وجہ وہی ذکر کردہ عزیمت اور رخصت بیان کی ہے۔ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے جملہ فقد افطر الصائم کا یہ معنی کرتے ہیں کہ تحقق علامات کے بعد روزہ دار روزہ افطار کرے۔ یہ معنی دو وجہ سے غلط ہے:

وجہ اول: اَفْطَرَ صیغہ ماضی اور اخبار ہے نہ کہ امر اور انشاء اور وہ مذکورہ بالا بعض لوگ امر والا معنی کرتے ہیں کہ روزہ دار روزہ افطار کرے۔

وجہ دوم: اگر اَفْطَرَ کا معنی امر والا ہو تو اصل امر میں وجوب ہے حالانکہ تحقق شرائط کے بعد افطار واجب نہیں کہ تاخیر میں گناہ ہو گیا جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اختلاف حدیث شریف میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

مطلب پنجم: حدیث مذکورہ بالا جملہ شرطیہ ہے۔ جملہ **فقد افطر الصّائم** جزاء ہے اور **اذا اقبل اللیل** یعنی تین علامات کو بطور شرط ذکر کیا گیا ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ جملہ شرطیہ میں جزاء شرط پر موقوف ہوتی ہے اور شرط کے وجود سے جزاء کا وجود اور شرط کی نفی سے جزا کی نفی ہوتی ہے، تو تین علامات کے تحقق سے افطار کے وقت کا تحقق ہوگا۔ تینوں علامات سے ہر ایک کی نفی یا ایک کی نفی سے وقت افطار کی نفی ہوتی ہے۔ تو جو لوگ مشرق کی طرف سے تھوڑی سی سیاہی نمودار ہونے پر بزعم خود افطار کرتے ہیں تو انہوں نے روزہ توڑ دیا جو کہ کبائر سے ہے۔

مطلب ششم: حدیث مذکورہ میں وقت افطار کی جن تین علامات کا ذکر، ترتیب سے ہے۔ واقعہ میں بھی ان میں یہی ترتیب ہے۔ ابھی مغرب کی جانب سورج کا کنارہ نظر آرہا ہوتا ہے تو مشرق کی جانب رات کی سیاہی نمودار ہوتی ہے اور جب سیاہی ذرا اوپر ہوتی ہے، تو ادبار النہار ہوتا ہے، یعنی سورج ایسا غروب ہوتا ہے کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سورج کہاں غروب ہوا ہے اور جب مشرق کی جانب رات کی سیاہی کافی بلند ہوتی ہے، تو اس سیاہی کے اوپر جو سرخی ہے، وہ زائل ہوتی ہے اور اس سرخی کو شمس اور سورج کہا گیا ہے، حالانکہ یہ سرخی سورج کی دھوپ اور روشنی ہوتی ہے اور وہاں سے سورج نظر آرہا ہوتا ہے اور قبل ازیں مقدمات میں ذکر کیا گیا ہے کہ شمس اور سورج کا اطلاق جیسے ٹکیہ پر ہوتا ہے، ایسا ہی سورج کی روشنی اور دھوپ پر ہوتا ہے اور قبل ازیں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حدیث میں شمس سے مراد وہ سرخی ہے جو کہ جانب شرقی سیاہی پر ہوتی ہے اور قرینہ یہ ہے اگر شمس سے ٹکیہ مراد ہو تو تکرار لازم آئے گا، کیونکہ ادبار النہار کا معنی بھی سورج کی ٹکیہ کا ایسا غروب ہوتا کہ غروب کی جگہ کا پتہ نہ چلے۔

دوسری حدیث پاک

دلیل سوم: مسلم شریف میں ہے: **اذا رأیتم اللیل قداقبل من ھٰھنا واشار بیدہ نحو المشرق وقد افطر الصائم۔** یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تم رات کو دیکھو کہ متوجہ ہوئی اس طرف سے اور اشارہ مشرق کی طرف کیا تو روزہ دار افطار کے وقت میں داخل ہو گیا اور اس وقت اس کو افطار کرنا جائز ہے۔ اس حدیث شریف کے بھی چند مطالب ملاحظہ ہوں۔

مطلب اول: اس حدیث شریف میں افطار کی صرف ایک علامت کا ذکر ہے یعنی اقبال لیل جو کہ مشرق کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے اور دو علامات کا ذکر نہیں، یعنی ادبار النہار اور غروب شمس جس سے مراد وہ سرخی ہے جو مشرق کی سیاہی کے اوپر ہوتی ہے۔

مطلب دوم: اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دلیل دوم میں جس حدیث کا ذکر ہے اس میں وقت افطار کی تین علامات کا ذکر ہے کہ افطار کا وقت اس وقت متحقق ہوتا ہے کہ تینوں علامات متحقق ہوں، صرف ایک علامت اقبال لیل کافی نہیں ہے اور اس حدیث شریف میں جو کہ دلیل سوم میں مذکور ہے۔ وقت افطار کی صرف ایک علامت کا ذکر ہے یعنی مشرق کی طرف سے اقبال لیل متحقق ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ افطار کے لیے صرف ایک علامت اقبال کافی ہے، تو اب دو احادیث میں تعارض آ گیا۔ ایک حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ افطار کے لیے تین علامات کا تحقق ضروری ہے۔ ایک علامت اقبال لیل کافی نہیں اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افطار کے لیے صرف ایک علامت اقبال لیل کافی ہے۔ دوسری اور تیسری علامت ضروری نہیں اور یہی تعارض ہے اب اس سوال کا جواب ملاحظہ ہو: جواب یہ ہے کہ سوال اور تعارض

اس وقت ہے کہ حدیث دوم جس میں صرف اقبال لیل کا ذکر ہے۔ اس لیل سے مطلق سیاہی مراد ہو، یعنی خواہ دوسری اور تیسری علامت متحقق ہو یا نہ، لیکن اس لیل سے مطلق سیاہی مراد نہیں ہے، بلکہ اللیل کا فرد کامل مراد ہے، کیونکہ یہاں دوسری حدیث میں اللیل مطلق ہے اور مقدمہ اول میں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شیء مطلق مذکور ہو تو اس کا فرد کامل مراد ہوتا ہے اور اللیل کا فرد کامل مشرق کی وہ سیاہی ہے کہ وہ اتنی بلند ہو کہ اس کے اوپر کی سرخی زائل ہو جائے اور قبل ازیں مشاہدہ کی وجہ سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ سرخی کے زوال سے قبل ادبار نہار ہو جاتا ہے تو لیل کامل جو کہ علامت اول ہے، اس کا تحقق دوسری اور تیسری علامت کے تحقق کو مستلزم ہے اب کوئی تعارض نہیں ہے۔

مطلب سوم: جو لوگ قبل از وقت اپنا روزہ توڑتے ہیں، وہ اسی حدیث سے استدلال لاتے ہیں کہ اس حدیث میں صرف ایک علامت کا ذکر ہے، یعنی اقبال لیل کا تو جب مشرق کی جانب سے ذرا سی سیاہی نمودار ہو تو بس افطار کے لیے کافی ہے، سیاہی کے اوپر سرخی کے زوال کی ضرورت نہیں ہے، تو ان لوگوں کے نزدیک دونوں احادیث کے درمیان تعارض ہے اور وہ صرف ایک حدیث پر عمل کرتے ہیں اور دوسری پر عمل نہیں کرتے اور وہ اس آیہ شریفہ کا مصداق ہیں قولہ تعالیٰ: تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض ۔ العیاذ باللہ۔

مطلب چہارم: بندہ نے ابھی ذکر کیا ہے کہ حدیث دوم میں جس لیل اور رات کا ذکر ہے۔ یہ فرد کامل کہ مشرق کی جانب سیاہی اتنی بلند ہو کہ اس کی سرخی زائل ہو جائے خود حدیث شریف کا اس پر قرینہ موجود ہے، وہ یہ کہ حدیث شریف میں یہ لفظ ہے اذا اقبل الیل اور یہ لفظ نہیں اذا ظھر الیل اس کی وجہ یہ ہے کہ اقبال لیل کا

معنی رات کا دیکھنے والے کی طرف متوجہ ہونا اور جھکنا اور جب مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہوتی ہے تو وہ اوپر کو جاتی ہے، دیکھنے والے کی طرف جھکتی نہیں ہے، البتہ جب یہ سیاہی اتنی بلند ہوتی ہے کہ اس سے اوپر والی سرخی زائل ہو جائے تو یہ سیاہی رات دیکھنے والے کی طرف جھکتی ہے، جیسا کہ مشاہدہ ہوا، ویسی حال آسمان کا ہے کہ افق سے متصل آسمان کا رخ اوپر کو ہوتا ہے اور جب کافی اوپر کو ہوتا ہے تو ٹیڑھا اور دیکھنے والے کی جانب جھکا ہوا ہوتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ اللیل اور رات کا فرد کامل وہ ہے کہ مشرق کی جانب سیاہی اتنی بلند ہو جائے کہ اوپر کی سرخی زائل ہو جائے۔

مطلب پنجم: حدیث شریف میں وقت افطار کی جو تین علامتیں ذکر کی گئی ہیں ان کے ساتھ مشاہدہ کا تعلق ہے، اس لیے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ افطار کے وقت ان علامات کا مشاہدہ کریں، یہ مسلمانوں میں بڑی کمزوری ہے کہ علامات کا مشاہدہ نہیں کرتے اور کمروں اور کوٹھیوں کے اندر بیٹھ کر گھڑیوں پر اعتماد کرتے ہیں، حالانکہ بڑی بڑی قیمتی گھڑیاں ٹائم غلط دیتی ہیں جس کا بندہ کو بہت تجربہ ہے۔ اس فقیر کے پاس پندرہ ہزار روپیہ کی قیمتی گھڑیاں ٹائم غلط دیتی ہیں جس کا بندہ کو بہت تجربہ ہے۔ اس فقیر کے پاس پندرہ ہزار روپیہ کی قیمتی گھڑی ہے۔ لیکن گاہ بگاہ ٹائم غلط دیتی ہے، چونکہ وقت پہچاننا فرض ہے، لہٰذا وقت افطار کی علامات کا مشاہدہ لازم ہے۔

مخالفین کی دلیل اور اس کا جواب

دلیل چہارم: مسلم شریف میں ایک حدیث شریف ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: عن عبداللہ بن ابی اوفی قال کنا مع رسول اللہ ﷺ فی سفر فی شهر رمضان فلما غابت الشمس قال یا فلان انزل فاجدح لنا قال یا رسول اللہ ان علیك نهارا قال انزل فاجدح لنا فنزل فجدح فاتاه به فاتاه به فشرب النبی ﷺ. (الحدیث)

خلاصہ ترجمہ حدیث شریف یہ ہے کہ ایک صحابی جن کا نام عبداللہ رضی اللہ عنہ تھا، فرماتے ہیں کہ ہم سفر میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور رمضان شریف کا مہینہ تھا، پس جب سورج کی ٹکیہ غروب ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے ایک اور صحابی کا نام لے کر فرمایا کہ سواری سے اترو اور ہمارے لیے جو کے ستو پانی میں بھگو۔ اس صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابھی تو دن کا وقت ہے، افطار کا وقت نہیں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو سواری سے اتر اور ہمارے لیے پانی میں جو کے ستو بھگو۔ وہ اترا اور اس نے ستو بھگوئے اور آپ کے پاس لایا تو آنحضرت ﷺ نے بھگوئے ہوئے ستوؤں کو پیا" اب اس حدیث پر چند بحثیں بیان کی جاتی ہیں :

بحث اول : حدیث شریف میں تصریح ہے کہ آنحضرت ﷺ جب افطار کا وقت متحقق ہو جاتا تھا، تو افطار میں تعجیل فرماتے تھے، تاخیر نہیں کرتے تھے۔

بحث دوم : افطار کی تیاری وقت سے پہلے کی جاتی ہے، نہ کہ جب وقت افطار متحقق ہو، کیونکہ اگر وقت کے تحقق کے بعد افطاری کی تیاری کی جائے، تو افطار میں تاخیر ہوگی جو کہ آنحضرت ﷺ کے معمول کے خلاف ہے۔ خصوصاً سفر میں افطار کی تیاری حضر سے زیادہ پہلے کی جاتی ہے، کیونکہ حضر میں افطار کا سامان جلدی سے حاصل ہو جاتا ہے، سفر میں اتنا جلدی نہیں ملتا، تو آنحضرت ﷺ چونکہ سفر میں تھے، اس لیے آپ نے صحابی کو افطار کی تیاری کا حکم وقت افطار سے کافی پہلے دیا ہوگا، کیونکہ صحابی نے سواری سے اترنا ہے اور سامان سے ستو اور برتن نکال کر پانی ڈال کر برتن میں بھگونے ہیں، اور حضر میں یہ سب چیزیں سفر کی نسبت سے جلدی حاصل ہو جاتی ہیں۔

بحث سوم : آپ نے ایک دفعہ صحابی کو حکم دیا کہ سواری سے اتر اور ستو تیار کر اور جب دوسری دفعہ صحابی کو ستو بنانے کا حکم دیا تو سورج کی ٹکیہ غروب ہو چکی تھی، کیونکہ

حدیث کے یہ لفظ پاک فلمّا غابت الشمس قال یافلان تو اس کا مطلب یہی ہے کہ شمس کی ٹکیہ پہلے غائب ہوئی حکم بعد میں فرمایا، تو اس حدیث شریف سے شمس اس کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ محض شمس کی ٹکیہ غائب ہونے سے افطار کا وقت متحقق نہیں ہوتا، تو قبل از وقت روزہ فاسد کرنے والوں کا یہ کہنا بالکل غلط اور جہالت ہے کہ محض قرص اور ٹکیہ کے غروب سے افطار کا وقت متحقق ہو جاتا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ فقط غروب ٹکیہ سے افطار کا وقت آجاتا ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کے افطار میں بڑی تاخیر ہو جائے گی، کیونکہ دو دفعہ تو آپ نے اس صحابی کو ستو بنانے کا حکم دیا، اور درمیان میں اس صحابی نے ستو تیار کرنے سے معذرت کی اور اس کے بعد وہ صحابی سواری سے اترا اور سواری کو بھی کہیں باندھا ہو گا، اس کے بعد سامان ستو اور برتن اور پانی نکالا ہو گا اور ستو تیار کر کے پیش کیے ہوں گے اور یہ سب ٹکیہ کے غروب سے بعد ہے، جس میں کافی دیر ہے۔ اگر فقط غروب آفتاب افطار کے لیے کافی ہوتا اور افطار ضروری ہوتا تو آپ ﷺ بغیر ستو کا حکم کیے، خود سواری سے اترتے اور خود کوئی شے نکال کر افطار کر لیتے۔ اگر کسی میں حدیث دانی کا کچھ ملکہ ہے تو ذرا غور کرنے سے اسے معلوم ہو جائے گا کہ محض سورج کی ٹکیہ کا غروب افطار کے لیے کافی نہیں ہے اور آنحضرت ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد ستو تیار کرنے کا حکم دیا تھا، یہ وقت افطار سے پہلے تھا اور جب ستو تیار ہوئے اس وقت، وقت افطار متحقق ہو گیا، اور آپ ﷺ نے افطار میں تعجیل فرمائی، یہ اہل سنت کے عقیدہ کے مطابق ہے۔ اہل بدعت کے نزدیک تو آپ ﷺ نے افطار میں تاخیر فرمائی اور کم از کم بعد از وقت پندرہ منٹ کے روزہ افطار فرمایا۔

بحث چہارم: یہاں ایک سوال ہے۔ سوال یہ کہ صحابہ کرام حضور نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل بلا چون و چرا کرتے تھے اور کوئی دیر نہیں کرتے تھے لیکن حدیث شریف

میں مذکور صحابی نے تعمیل ارشاد میں کیوں عذر پیش کیا اور تاخیر کی؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ صحابی نے یہ بحث تکمیل دین کیلئے کی۔ تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو غروب آفتاب کے وقت ستو تیار کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ ابھی افطار کا وقت تو نہیں ہے، لیکن سواری سے اتر کر اور ستو تیار کرنے تک وقت ہو جائے گا، لیکن صحابی رسول نے یہ سمجھا کہ آپ کا مطلب یہ ہے کہ وقت ہو گیا ہے، اس لیے صحابی نے عرض کیا کہ ابھی تو دن ہے اور دن میں تو افطار نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ سورج کی ٹکیہ کے غروب سے نہ تو حضور نبی کریم ﷺ کے نزدیک افطار کا وقت ہوتا ہے اور نہ ہی صحابی کے نزدیک۔ صحابی کے نزدیک تو واضح ہے کیونکہ اس نے تو کہا کہ ابھی تو دن ہے اور آنحضرت ﷺ کے نزدیک بھی یہ وقت افطار نہیں اگر ہو تو افطار میں تاخیر ہو گی، حالانکہ آپ کا معمول تعجیل فی الافطار تھا۔

مخالفین کی دوسری دلیل

مسلم شریف اور ترمذی شریف میں ہے: لایزال النّاس بخیر ماعجلوا الفطر یعنی مسلمان لوگ ہمیشہ نیکی، خیر اور بھلائی میں رہیں گے جس وقت تک افطار میں جلدی کریں گے آجکل جو لوگ وقت سے پہلے روزہ توڑتے اور خراب کرتے ہیں، یہ حدیث وہ استدلال کے طور پیش کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں تعجیل فی الافطار کا حکم ہے، اس لیے ہم افطار میں جلدی کرتے ہیں تو اس کا ایک جواب تو علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ حدیث شریف میں تعجیل فی الافطار کا حکم آیا ہے اور یہ لوگ تعجیل فی الافساد کرتے ہیں۔ دوسرا جواب محدثین نے دیا ہے کہ افطار میں جلدی کا حکم اس وقت ہے کہ وقت افطار کا یقین ہو اور یقیناً وقت افطار کا تحقق ہو اور ظاہر ہے کہ وقت افطار کا یقین اور تحقق اس وقت ہو گا، جب تین

علامات متحقق ہوں گی جن کا ذکر حدیث میں ہے۔ ان علامات کے بغیر تحقق کا یقین نہیں ہو سکتا، بلکہ وہ یقین جہالت ہے۔ شرح ترمذی فارسی میں ہے: ولیکن باید کہ تعجیل بعد از تحقق وقت باشد و تیقن بآں واحتیاط دراں نہ استعجال باتردد باطن، چنانکہ بعضے از ارباب تکلف در سنن می کنند۔

خلاصہ فارسی عبارت کا یہ ہے کہ حدیث شریف میں جو جلدی کا حکم ہے، یہ اس وقت ہے کہ افطار کا وقت متحقق ہو اور اس تحقق کا یقین ہو اور اس میں احتیاط لازم ہے۔ حدیث شریف میں اس جلدی کا حکم نہیں ہے کہ وقت میں تردد ہے اور یقین نہیں ہے اور جلدی میں روزہ خراب کر دے، جس طرح ان لوگوں کی عادت ہے جو حدیث شریف پر عمل کرنے میں تکلف اور بناوٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ شارح کی مراد ہندوستان کے اہل حدیث ہیں۔ اسی طرح مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے فتح الملہم شرح مسلم میں ذکر کیا ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو واتفق العلماء علی ان سحل ذالك اذا تحقق غروب الشمس بالرؤیتہ اوبا خبار عدلین الخ خلاصہ عربی عبارت کا یہ ہے کہ حدیث شریف میں جس تعجیل کا حکم ہے تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ تعجیل اس وقت ہے، جب غروب شمس کا یقین ہو جائے یا تو غروب شمس کی علامات کو افطار کنندہ نے خود دیکھا ہے یا دو عادلوں نے اس کو خبر دی کہ غروب شمس کی علامات متحقق ہو گئی ہیں اس کے بغیر تعجیل کرے گا تو یہ تعجیل فی الافطار نہیں بلکہ تعجیل فی الافساد ہے جیسا کہ اس دور میں بزعم خویش اہل حدیث اور ان کے تابعین کرتے ہیں۔

دلیل ششم: چغمینی جو کہ علم ریاضی کی مشہور اور مستند کتاب ہے اس میں نہار شرعی کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے: زمان النّھار فی الشرع من طلوع الفجر الثانی الی غروب الشمس تفصیل یہ ہے کہ فلاسفہ کے نزدیک نہار

اور دن طلوع شمس سے لے کر غروب شمس تک ہے اور اہل شرع کے نزدیک نہار اور دن کی انتہا تو ایک ہے، یعنی غروب آفتاب البتہ ابتداء میں اختلاف ہے۔ فلاسفہ کے نزدیک دن کی ابتداء طلوع شمس سے ہے اور اہل شرع کے نزدیک نہار اور دن کی ابتداء صبح صادق کے طلوع سے ہے۔ حاشیہ پر میر سید شریف کے حوالہ سے غروب شمس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے: غروب الشمس مجاوزته عن الافق الغربی بحیث یظهر الظلمة فی جانب الشرق و یزول الحمرة منه. خلاصہ عربی عبارت کا یہ ہے کہ غروب آفتاب یہ ہے کہ سورج افق مغربی سے اتنا نیچے چلا جائے کہ مشرق کی جانب سے سیاہی ظاہر ہو اور مشرقی سیاہی کے اوپر جو سرخی ہے، وہ زائل ہو جائے۔ اب اس عبارت میں بھی غروب آفتاب اور وقت افطار کی تین علامات ذکر کی گئی ہیں۔

اول : افق غربی سے سورج نیچے چلا جائے۔ حدیث مذکورہ میں اس کو ادبار النہار فرمایا گیا ہے۔

دوم : مشرق کی جانب سے سیاہی اور اندھیرا ظاہر ہو اور حدیث میں اس کو اذا اقبل اللیل فرمایا گیا ہے۔ علامت۔

سوم : مشرق کی جانب سیاہی کے اوپر جو سرخی ہے وہ غائب اور زائل ہو جائے اور حدیثِ شریف میں اس کو غربت اور غابت الشّمس فرمایا گیا ہے، کیونکہ مشرقی جانب سیاہی کے اوپر جو سرخی ہوتی ہے، یہ سورج کی دھوپ ہوتی ہے اور اس دھوپ پر شمس اور سورج کا اطلاق ہے، تو میر سید شریف نے جو غروب شمس کی تعریف کی ہے، یہ بالکل حدیث کے مطابق ہے۔

ماہر علم ریاضی علامہ برجندی کے نزدیک غروب آفتاب کی تعریف

دلیل ہفتم : ریاضی کا ایک فن ہے جس کو علم زیچ کہا جاتا ہے۔ اس فن میں ایک کتاب ہے، جس کو زیچ الغ بیگ کہتے ہیں۔ الغ بیگ مغلیہ خاندان میں ایک بہت بڑا سلطان اور بادشاہ گزرا ہے جو کہ زیچ کے علم یں بڑا ماہر تھا اس نے فن میں یہ کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب کی شرح علامہ برجندی حنفی نے لکھی ہے۔ علامہ برجندی نے بھی غروب شمس کی وہی تعریف کی ہے، جو کہ میر سید شریف نے کی ہے۔ یہ تعریف فارسی میں ہے، ملاحظہ ہو :

غروب شمس نزد اہل شرع مجاوزت آفتاب ازافق غربی بروجے کہ ظلمۃ از جانب شرق ظاہر گردد وحمرت مشرقی زائل شود۔ خلاصہ عبارت فارسی یہ ہے کہ شرع شریف میں غروب آفتاب یہ ہے کہ سورج مغربی افق سے اتنا نیچے چلا جائے کہ مشرق کی طرف سے ظلمۃ۔ اور سیاہی ظاہر ہو اور اس سیاہی پر مشرق کی جانب جو سرخی ہوتی ہے، وہ زائل ہو جائے۔ اس عبارت میں بھی حدیث شریف کے مطابق غروب شمس اور وقت افطار کی تین علامات ہیں :

اول : شمس اور سورج کا غربی افق میں چھپ جانا

دوم : مشرق کی جانب سے سیاہی کا نمودار ہونا

سوم : اس مشرقی سیاہی کے اوپر جو سرخی مشرق کی جانب سے ہوتی ہے، وہ سرخی زائل ہو جائے۔

یہی تین علامات حدیث شریف میں قبل ازیں ذکر کی جا چکی ہیں۔ بندہ ابتداء میں ایک مقدمہ ذکر کر چکا ہے کہ جو مسئلہ کسی فن کا ہو تو اس کی تحقیق اسی فن کے

ذریعے ہوتی ہے اور اس مسئلہ کے متعلق اعتماد اسی فن پر ہوتا ہے، چونکہ غروب شمس کی بحث علم ریاضی اور علم ہیئت میں ہوتی ہے، لہٰذا غروب شمس کی علامات علم ہیئت میں مذکور ہیں، وقت افطار میں اسی پر اعتماد ہوگا، کیونکہ افطار غروب شمس کے بعد ہوتا ہے۔ اب بندہ نے کتاب و سنت اور علماء اہل سنت کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ روزہ شرع شریف میں اس وقت افطار کرنا جائز ہے جب تین علامات پائی جائیں۔

اول : مشرقی جانب سے سیاہی اور رات نمودار ہو۔

دوم : سورج افق غربی میں اتنا نیچے چلا جائے کہ دیکھنے والے کو پتہ نہ چلے کہ سورج کہاں غروب ہوا ہے۔

سوم : مشرقی جانب سے سیاہی اتنی اوپر چڑھ جائے کہ اس سیاہی پر جو سرخی مشرق کی جانب ہے وہ سرخی زائل ہو جائے۔ اور اگر ان تین علامات میں سے کوئی ایک علامت نہ پائی جائے تو افطار روزہ کا وقت نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی اس وقت روزہ افطار کرے گا تو یہ افطار نہیں بلکہ افساد روزہ ہے یعنی دن میں روزہ توڑتا ہے جس سے قضا روزہ لازم ہے، بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم آتا ہے۔

مخالفین کی تیسری دلیل اور اس کا رد

دلیل ہشتم : ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ایک حدیث شریف ہے: قال رسول اللہ ﷺ لایزال الدین ظاھر اما عجل النّاس الفطر لانّ الیھود والنصارٰی یؤخرون ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تک مسلمان لوگ افطار میں جلدی کریں گے تو دین غالب ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔

اس حدیث شریف سے بھی وہ لوگ استدلال لاتے ہیں جو قبل از وقت روزہ

خراب کرتے ہیں کہ حدیث میں جلدی افطار کا حکم ہے، ان کا یہ استدلال غلط ہے، اس کی ایک وجہ قبل ازیں دلیل پنجم میں گزر چکی ہے کہ حدیث شریف میں جس تعجیل کا حکم ہے۔ اس سے مراد یہ ہے جب حدیث شریف میں بیان کردہ وقت ہو جائے تو تعجیل سنت ہے نہ کہ قبل از وقت افطار بلکہ یہ افساد ہے اور تعجیل سے دوسری مراد، اس حدیث شریف میں یہ ذکر کی گئی ہے کہ یہود افطار میں بہت تاخیر کرتے ہیں، تو اس امت کو یہود کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے کہ یہود جتنی تاخیر نہ کرو، تو حدیث شریف میں تعجیل سے مراد یہود کے لحاظ سے تعجیل ہے نہ کہ قبل از وقت تعجیل اور کتب حدیث میں صراحت ہے کہ یہود و نصاریٰ اشتباک النجوم کے وقت روزہ افطار کرتے ہیں۔ اشتباک النجوم یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سب ستارے نظر آنے لگ جائیں اور آسمان سوراخ دار جالی کی طرح نظر آنے لگ جائے اور یہ وقت تقریباً عشاء کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا مغرب کی نماز پڑھ کر روزہ افطار کرنا

دلیل نہم : اور شرح موطا امام محمد ص ۱۸۶ ترمذی فارسی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے، ملاحظہ ہو : اخرج عبدالرزاق ومالك وابن ابی شعیبة والبیهقی عن حمید بن عبدالرحمن بن عوف رضی الله تعالیٰ عنهم ان عمرو عثمان کانا یصلیان المغرب فی رمضان حتیٰ ینظر ان فی اللیل الاسود قبل ان یفطران بعد الصلوٰة . خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امیر المومنین عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عادت مبارک تھی کہ جب غروب شمس کے بعد سیاہ رات دیکھتے تھے، تو مغرب کی نماز رمضان شریف میں افطار روزہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ پھر بعد از نماز مغرب روزۂ رمضان افطار فرماتے تھے۔ اب ان ہر دو صحابہ کے فعل کے متعلق چند بحثیں ملاحظہ ہوں۔ ان ہر دو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فعل

اور طریقہ یہ تھا کہ رمضان مبارک میں جب سیاہ رات مشرق کی جانب سے نمودار ہوتی اور اس کو دیکھتے تو پہلے نماز مغرب ادا کرتے اور پھر نماز کے بعد روزہ افطار کرتے، اب ابحاث ملاحظہ ہوں۔

بحث اول : وقت نماز مغرب اور وقت افطار ایک ہے، یعنی غروب شمس کی جب تین علامات مذکورہ فی الحدیث متحقق ہو جائیں تو وقت نماز مغرب اور وقت افطار دونوں متحقق ہو جاتے ہیں۔ ہم اہل سنت جب ان علامات کے تحقق کے بعد روزہ افطار کریں، تو قبل از وقت روزہ خراب کرنے والے ہم اہل سنت کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارا روزہ مکروہ ہو گیا اور تم نے افطار میں تاخیر کر کے تعجیل والی حدیث کا خلاف کیا، تو بندہ ان طعنہ بازوں سے سوال کرتا ہے کہ جن دو صحابہ کا اوپر ذکر ہے ظاہر ہے کہ یہ ہر دو صحابی رضی اللہ عنہما نماز مغرب وقت پر پڑھتے ہوں گے اور ادائیگی کے بعد روزہ افطار کرتے تھے، تو اب غور کرو افطار میں کافی تاخیر ہو جاتی ہو گی تو یہ طعنہ باز تو صحابہ کے متعلق بھی یہ اعتراض کریں گے کہ یہ ہر دو صحابی بھی تاخیر سے اپنا روزہ افطار کرتے تھے اور حدیث تعجیل کی بھی مخالفت کرتے تھے : "بریں عقل و دانش بباید گریست"

بحث دوم : حدیث شریف میں ہے :**علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء الراشدین** یعنی خلفاء راشدین کی سنت کو بھی لازم پکڑو۔ اب امیر عمر اور امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلفاء راشدین سے ہیں اور ان کی سنت یہ ہے کہ وہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد روزہ افطار کرتے تھے ان طعنہ بازوں نے بھی کبھی اس سنت پر عمل کیا۔ اس فقیر نے تو کئی دفعہ اس سنت پر عمل کیا ہے۔

بحث سوم : یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ہر دو صحابی ایسا کیوں کرتے تھے۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ جب غروب شمس کی تین علامات متحقق ہوں تو پہلے افطار اور اس کے

بعد نماز مغرب ادا کی جاتی ہے، تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایک چیز جائز ہے اور اگر کوئی آدمی یا گروہ اس کو ناجائز جانتا اور کہتا ہے تو پھر افضل یہ ہے کہ اس چیز کو استعمال کرنا چاہیے تاکہ ناجائز کہنے والے کا رد ہوتا رہے اور اس کا نام خاک آلودہ ہوتا رہے اور اس چیز کا جواز باقی رہے، کیونکہ اگر اس چیز کو استعمال نہ کیا گیا، تو اس چیز کو ناجائز کہنے والوں کی بات اور دلیل سن کو دوسرے اہل سنت یہ سمجھنے لگ جائیں گے کہ شاید یہ چیز ناچیز ہے، اس کی مثال فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں یہ دی گئی ہے کہ حوض اگرچہ دہ دردہ ہو، معتزلہ کے نزدیک پلید اور ناپاک ہوتا ہے، لہٰذا اس حوض سے وضو کرنا منع اور ناجائز ہے اور اہل سنت کے نزدیک دہ دردہ حوض میں اگر پلیدی پڑ جائے، تو وہ پلید اور ناپاک نہیں ہوتا، لہٰذا جس شہر میں معتزلہ ہوں۔ اہل سنت کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ حوض سے وضو کریں تاکہ معتزلہ کا رد ہوتا رہے اور ان کا ناک خاک آلودہ ہوتا رہے اور حوض سے وضو کرنے کا جواز باقی رہے۔ اس تمہید کے بعد بندہ عرض کرتا ہے کہ امیر عمر اور امیر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما مغرب کی نماز ادا کر کے رمضان شریف کا روزہ اس لیے افطار کرتے تھے کہ لوگ یہ سمجھنے نہ لگ جائیں کہ افطار روزہ قبل از نماز مغرب ضروری ہے اور بعد از نماز مغرب افطار روزہ منع ہے، تو اس لیے یہ ہر دو صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعد از نماز مغرب روزہ افطار کرتے تھے تاکہ بعد از نماز مغرب افطار کا جواز باقی رہے، جیسا کہ آجکل بعض جہلا اہل بدعت کا خیال ہے کہ بعد از نماز مغرب روزہ افطار کرنا منع ہے اور مکروہ ہو جاتا ہے تو اب بھی اہل سنت کے نزدیک افضل یہ ہے کہ بعد از نماز مغرب روزہ افطار کریں تاکہ ان جہلاء کا رد ہوتا رہے اور ان کا ناک خاک آلودہ ہوتا رہے۔ یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ یہ دور جاہلیت ہے، لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ

شاید افطار کا وقت دو تین منٹ ہوتا ہے کہ اس کے بعد روزہ افطار کرنا مکروہ ہو جاتا ہے، بلکہ افطار کا مستحب وقت پون گھنٹہ سے بھی زیادہ ہوتا ہے چنانچہ ابھی دلیل دہم میں پیش کیا جائے گا۔

افطار میں جلدی کس وقت تک باقی رہتی ہے؟

دلیل دہم: ردالمحتار ابن عابدین شامی میں ہے:

عن شرح الجامع لقاضی خان التعجیل المستحب قبل اشتباك النجوم. یعنی حدیث شریف میں جو تعجیل کا حکم ہے کہ روزہ جلدی افطار کرنا مستحب ہے، یہ وقت کوئی دو تین منٹ نہیں ہوتا، بلکہ جب غروب آفتاب کی تین علامتیں پائی جائیں، اس وقت سے لے کر اشتباک نجوم تک یہ تمام افطار کے لئے مستحب ہے اور یہ تمام وقت تعجیل کا ہی وقت ہے۔ جس کا حکم حدیث شریف میں ہے اور یہ تمام وقت تقریبا پون گھنٹہ ہے۔ جب اشتباک النجوم ہو جائے تو یہ افطار کا وقت مکروہ ہے اور یہود اشتباک النجوم میں افطار کرتے ہیں، اسی لیے ہم مسلمانوں کو یہود کی مخالفت کا حکم ہے اور اشتباک النجوم سے پہلے افطار کرنا تعجیل ہے اور قبل ازیں بندہ اشتباک النجوم کا معنی بیان کر چکا ہے کہ اشتباک النجوم اس وقت کو کہا جاتا ہے کہ آسمان پر چھوٹے اور بڑے ستارے نظر آنے لگیں اور آسمان سوراخ دار جالی کی طرح نظر آئے۔

دلیل یازدھم: ولا یفطر مالم یغلب علی ظنّه غروب الشمس وان اذن المؤذن خلاصہ عبارت یہ ہے کہ جب تک افطار کے وقت کا یقین نہ ہو جائے، اس وقت تک روزہ افطار نہ کرے، اگرچہ مسجد میں موذن نے اذان دے دی ہو۔

غور کریں کہ وقت کی پہچان فرض ہے اور روزہ دار پر فرض ہے کہ اس کو افطار کا وقت معلوم ہو۔ آجکل اکثر لوگ مغرب کی اذان یا نقارہ پر اعتماد کرتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

بندہ نے افطار کے متعلق جو کچھ تحریر کیا ہے، اگرچہ شرعی مسئلہ کے بیان کرنے کا اس فقیر کو انشاء اللہ تعالیٰ ثواب ملے گا، لیکن اصل مقصد مسلمان روزہ داروں کی خیر خواہی ہے کہ سارا دن بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتے ہیں اور جب تقریباً پانچ منٹ کا وقفہ باقی رہ جاتا ہے، تو سارے دن کی تکلیف کے ساتھ روزہ کو ضائع اور خراب کر دیتے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اس کو دین پر عمل اور حکم خداوندی خیال کرتے ہیں، حالانکہ یہ عمل دین کے خلاف اور حکم خداوندی سے انحراف ہے۔ فقط والسلام!

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین

حررہ الفقیر الی اللہ الصمد عطا محمد چشتی گولڑوی بندیالوی عفی عنہ

ساکن ڈھوک دھمن، ڈاک خانہ پدھراڑ

تحصیل و ضلع خوشاب